بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیس رکعات تراویح

از افادت: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

(ردالمحتار: ج2ص496، 597، بدایہ المجتہد ج1ص214، قیام اللیل ص159، جامع الترمذی: ج1ص166 باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

مذہب غیر مقلدین:

تراویح کی تعداد آٹھ رکعت ہے۔ (تعداد رکعات قیام رمضان از زبیر علی زئی، آٹھ رکعت نماز تراویح از غلام مصطفیٰ ظہیر وغیرہ)

دلائل اہل السنت والجماعت

احادیث مرفوعہ

دلیل نمبر 1: قال الامام الحافظ المحدث أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي (م 235 ھ) : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2ص284 باب كم يصلي فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ، المعجم الکبیر للطبرانی ج5ص433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص218 رقم 653، السنن الکبریٰ للبیہقی ج2ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ.)

تحقیق السند: اسنادہ حسن وقد تلقته الامة بالقبول فهو صحيح.

اعتراض: اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ ہے جو عند المحدثین ضعیف ہے۔

جواب 1: ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ پر بعض ائمہ نے جرح کی تو ہے لیکن یہ اتنا بھی ضعیف نہیں کہ اس کی روایت کو چھوڑ دیا جائے، کیونکہ کئی محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔

1: امام شعبہ بن الحجاج م160ھ نے ابوشیبہ سے روایت لی ہے۔ (تہذیب الکمال للمزی: ج1 ص268، تہذیب التہذیب: ج1ص136)
اور غیر مقلدین کے ہاں اصول ہے کہ امام شعبہ اس راوی سے روایت لیتے ہیں جو ثقہ ہو اور اس کی احادیث صحیح ہوں۔

(القول المقبول فی شرح صلوۃ الرسول: ص386، نیل الاوطار: ج1ص36)

2: امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ الاساتذہ حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ، ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کے زمانۂ قضاۃ میں ان کے کاتب تھے اور ان کے بڑے مداح تھے، فرماتے ہیں: "ماقضى على الناس يعني في زمانه اعدل في قضاء منه". (تہذیب الکمال ج1ص270)

3: امام ابن عدی فرماتے ہیں: له احاديث صالحة (تہذیب الکمال ج1ص270)

مزید فرماتے ہیں: وهو وإن نسبوه إلى الضعف خير من إبراهيم بن أبي حية. (تہذیب الکمال ج1ص270)

اور ابراہیم بن ابی حیہ کے بارے میں امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں: شيخ ثقة كبير. (لسان المیزان ج1ص53، رقم الترجمۃ 127)

لہذا جب ابراہیم بن ابی حیہ ثقہ ہے تو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ بدرجہ اولی ثقہ ہونا چاہیے۔

جواب 2: اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو روایت صحت کا درجہ پا لیتی ہے۔ مثلاً

1: قال السیوطی: قال بعضهم يحكم للحديث بالصحة اذا تلقاه الناس بالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح. (تدریب الراوی ص29)

2: قال الشيخ العلامة محمد انور شاه الكشميري: و ذهب بعضهم الى ان الحديث اذا تايد بالعمل ارتقى من حال الضعف الى مرتبة القبول. قلت: وهو الاوجه عندي. (فیض الباری شرح البخاری: ج3، ص:409 کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لوارث)

3: غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری نے اعتراف کیا: "بعض ضعف ایسے ہیں جو امت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں"
(اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل 1907 بحوالہ رسائل اعظمی ص 331)

لہذا تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی صحیح و حجت ہے۔

جواب نمبر 3: اس حدیث کو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ سے روایت کرنے والے چار محدث ہیں:

1: یزید بن ہارون: (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص225)

2: علی بن جعد: (المعجم الکبیر للطبرانی: ج5 ص433، رقم 11934)

3: ابونعیم فضل بن دکین: (المنتخب من مسند عبد بن حمید: ص218، رقم 653)

4: منصور بن ابی مزاحم: (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496)

اور یہ چاروں حضرات ثقہ ہیں:

1: یزید بن ہارون: ثقه، متقن۔ (تقریب التہذیب ص637)

2: علی بن جعد: ثقه، صدوق۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج7 ص579)

3: ابونعیم فضل بن دکین: ثقه ثبت۔ (تقریب التہذیب ص475)

4: منصور بن ابی مزاحم: ثقه۔ (تقریب التہذیب ص576)

ان ثقہ و عظیم محدثین کا ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ سے بیس رکعت نقل کرنے میں متفق ہونا قوی تائید ہے کہ یہ حدیث ثابت و صحیح ہے ورنہ یہ ثقہ حضرات اس طرح متفق نہ ہوتے۔

دلیل نمبر 2:

روى الامام المورخ أبو القاسم حمزة بن يوسف السهمي الجرجاني (م427ھ): حدثنا أبو الحسن علي بن محمد بن أحمد القصري الشيخ الصالح رحمه الله حدثنا عبد الرحمن بن عبد المؤمن العبد الصالح قال أخبرني محمد بن حميد الرازي حدثنا عمر بن هارون حدثنا إبراهيم بن الحناز عن عبد الرحمن عن عبد الملك بن عتيك عن جابر بن عبد الله قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة في رمضان فصلى الناس أربعة وعشرين ركعة وأوتر بثلاثة.

(تاریخ جرجان للسہمی ص317، فی نسخۃ 142)

اسناده حسن و رواته ثقات.

فائدہ: اس روایت میں چار رکعت فرض، بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

اعتراض: اس میں دو راوی ہیں؛ محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی اور دونوں ضعیف ہیں۔

جواب: یہ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

محمد بن حمید الرازی:(م248ھ)

آپ ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔(تہذیب التہذیب:ج5ص547)

اگرچہ بعض محدثین سے جرح منقول ہے لیکن بہت سے جلیل القدر ائمہ محدثین نے آپ کی تعدیل وتوثیق اور مدح بھی فرمائی ہے مثلاً:

1: امام فضل بن دکین(م218ھ): عَدَّلَہٗ. (تاریخ بغداد:ج2ص74)

2: امام یحییٰ بن معین(م233ھ): ثقۃ،لیس بہ باس، رازی کیس.(تاریخ بغداد:ج2ص74، تہذیب الکمال للمزی:ج8ص652)

3: امام احمد بن حنبل(م241ھ): وثقہ (طبقات الحفاظ للسیوطی ج1ص40)

وقال ایضاً: لایزال بالری علم مادام محمد بن حمید حیاً. (تہذیب الکمال للمزی:ج8ص652)

4: امام محمد بن یحییٰ الذہلی(م258ھ): عَدَّلَہٗ. (تاریخ بغداد:ج2ص73)

5: امام ابو زرعہ الرازی(م263ھ): عَدَّلَہٗ. (تاریخ بغداد:ج2ص73)

6: امام محمد بن اسحاق الصاغانی(م271ھ): عَدَّلَہٗ. (سیر اعلام النبلاء:ج8ص293)

7: امام جعفر بن ابی عثمان الطیالسی(م282ھ): ثقۃ. (تہذیب الکمال:ج8ص653)

8: امام ابو نعیم عبد الملک بن محمد بن عدی الجرجانی(م323ھ): لان ابنَ حمیدٍ من حفاظِ اھلِ الحدیثِ. (تاریخ بغداد:ج2ص73)

9: امام الدارقطنی(م385ھ): اسنادہ حسن.[وفیہ محمد بن حمید الرازی].(سنن الدارقطنی:ص27رقم الحدیث27)

10: امام خلیل بن عبد اللہ بن احمد الخلیلی(م446ھ): کان حافظاً عالماً بھذا الشان، رضیہ احمد و یحییٰ. (تہذیب التہذیب:ج5ص550)

11: علامہ شمس الدین ذہبی(م748ھ): العلّامۃ، الحافِظ الکبِیر. (سیر اعلام النبلاء:ج8ص292)

وقال ایضاً: الحافظ و کان من اوعیۃ العلم. (العبر فی خبر من غبر:ج1ص223)

12: علامہ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی (807): " وفی اسناد بزار محمد بن حمید الرازی وھو ثقۃ.(مجمع الزوائد:ج9ص475)

13: حافظ ابن حجر(م852ھ): حافظ ضعیف و کان ابن مَعین حسنَ الرای فیہ. (تقریب التہذیب:ص505)

14: علامہ جلال الدین سیوطی(م911ھ): وثقہ احمد و یحییٰ و غیر واحد. (طبقات الحفاظ للسیوطی:ص216رقم479)

15: امام احمد بن عبد اللہ الخزرجی(م923ھ): الحافظ، و کان ابن مَعین حسنَ الرای فیہ. (خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی:ص333)

چونکہ اس پر کلام ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے، لہذا اصولی طور پر یہ حسن درجہ کا راوی ہے۔

عمر بن ہارون البلخی:(م294ھ)

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ بعض حضرات نے جرح کی ہے لیکن بہت سے ائمہ نے آپ کی تعدیل وتوثیق اور مدح وثناء میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں:

الحافظ، الامام، المکثر، عالم خراسان، من اوعیۃ العلم، کثیر الحدیث، وارتحل، ثقۃ، مقارب الحدیث.

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی:ج1ص249،248، سیر اعلام النبلاء:ج7ص148تا152، تہذیب التہذیب:ج4ص762تا765)

لہذا اصولی طور پر آپ بھی حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

احادیث موقوفہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کی رکعات کی تعداد بیان کرنے والے سات حضرات ہیں۔یہ تمام حضرات بیس رکعات ہی روایت کرتے ہیں (مضطرب وضعیف روایات کا کوئی اعتبار نہیں) ذیل میں روایات پیش خدمت ہیں:

1: حضرت ابی بن کعب:

عن أبي بن كعب أن عمر أمر أبيا أن يصلي بالناس في رمضان فقال إن الناس يصومون النهار ولا يحسنون أن يقرؤا فلو قرأت القرآن عليهم بالليل فقال: يا أمير المؤمنين هذا شيء لم يكن فقال قد علمت ولكنه أحسن فصلى بهم عشرين ركعة.

(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2 ص424 باب فی قیام رمضان وماروی فی عدد رکعاتہ)

اسنادہ صحیح و رواتہ ثقات.

اعتراض:

آل حدیث نے لکھا: "یہ روایت اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری میں بغیر کسی سند کے احمد بن منیع کے حوالے مذکور ہے۔ سر فراز صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ "بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی" (تعدار رکعات قیام رمضان ص74 از علی زئی غیر مقلد)

ایک اور صاحب نے بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھا: "بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں جنکی اپنی کوئی سند نہ ہو۔"

(آٹھ رکعت نماز تراویح ص8)

جواب:

اولاً... الاحادیث المختارہ للمقدسی میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود ہے جو کہ پیشِ خدمت ہے:

أخبرنا أبو عبدالله محمود بن أحمد بن عبدالرحمن الثقفي بأصبهان أن سعيد بن أبي الرجاء الصيرفي أخبرهم قراءة عليه أنا عبدالواحد بن أحمد البقال أنا عبيدالله بن يعقوب بن إسحاق أنا جدي إسحاق بن إبراهيم بن محمد بن جميل أنا أحمد بن منيع أنا الحسن بن موسى نا أبو جعفر الرازي عن الربيع بن أنس عن أبي العالية عن أبي بن كعب أن عمر أمر أبيا أن يصلي بالناس في رمضان الحديث. [الاحادیث المختارۃ للمقدسی ج3 ص367 رقم 1161]

ثانیاً:... علامہ ابن تیمیہ حضرت ابی بن کعب کے بیس رکعت پڑھانے کو ثابت مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

قد ثبت ان ابی بن كعب كان يقوم بالناس عشرين ركعة ويوتر بثلاث فرأى اكثر من العلماء ان ذلك هو السنة لانه قام بين المهاجرين والانصار ولم ينكره منكر. (فتاویٰ ابن تیمیہ قدیم: ج1 ص186، فتاویٰ ابن تیمیہ جدید: ج23 ص56)

2: حضرت سائب بن یزید:

1: عن يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد قال: كانوا يقومون على عهد عمر في شهر رمضان بعشرين ركعة وإن كانوا ليقرءون بالمئين من القرآن.

(مسند ابن الجعد ص413 رقم الحدیث 2825، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365، السنن الکبریٰ للبیہقی ج2 ص496 باب مَا رُوِیَ فِی عَدَدِ رَکَعَاتِ الْقِیَامِ فِی شَھْرِ رَمَضَانَ.)

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری.

2: روی مالك من طریق یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید عشرین رکعة. (نیل الاوطار للشوکانی ج3 ص57)

فائدہ: یہ طریق صحیح البخاری (ج1 ص312) پر موجود ہے۔

3: عن السائب بن یزید قال...القیام علی عهد عمر ثلاثة وعشرین رکعة. (مصنف عبدالرزاق ج4 ص201، حدیث نمبر 7763)

4: عن السائب بن یزید قال: کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر.

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365)

تصحیح روایت سائب بن یزید:

1: نیز امام نووی نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔ (مرقات المفاتیح: ج3 ص345)

2: علامہ نیموی نے فرمایا: یہ حدیث "صحیح" ہے (التعلیق الحسن علی آثار السنن: ص222)

3: حضرت محمد بن کعب القرظی:

قال محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة. (قیام اللیل للمروزی ص157)

شبہ:

یہ روایت مرسل ہے، کیونکہ محمد بن کعب القرظی کی حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات ثابت نہیں۔

جواب:

محمد بن کعب القرظی [م120ھ] خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔ (تقریب التہذیب ص534)

اور خیر القرون کا ارسال جمہور محدثین خصوصاً احناف و موالک کے ہاں صحت حدیث کے منافی نہیں۔

4: حضرت یزید بن رومان:

عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلث وعشرین رکعة.

(موطا امام مالک ص98)

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم.

شبہ:

غیر مقلد شبہ کرتے ہیں کہ یزید بن رومان نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا، اس لئے یہ سند منقطع ہے۔ (تعداد رکعات قیام رمضان ص77)

جواب نمبر1:

یہ اثر موطا امام مالک (ص98) میں موجود ہے اور موطا امام مالک کے متعلق محدثین کی رائے یہ ہے:

قال الشافعی : أصح الکتب بعد کتاب الله موطأ مالك، واتفق أهل الحدیث علی أن جمیع ما فیه صحیح علی رأی مالك ومن وافقه، وأما علی رأی غیره فلیس فیه مرسل ولا منقطع إلا قد اتصل السند به من طرق أخری، فلا جرم أنها صحیحة من هذا الوجه، وقد صنف فی زمان مالك موطآت کثیرة فی تخریج أحادیثه ووصل منقطعه، مثل کتاب ابن أبی ذئب وابن عیینة والثوری ومعمر. (حجۃ اللہ البالغۃ: ص281، باب طبقات کتب الحدیث، وفی نسخۃ: ج1 ص305 قدیمی کتب خانہ)

جواب نمبر2:

یزید بن رومان م130ھ ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب ص632) اور خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔

اور جمہور محدثین خصوصاً احناف وموالک کے ہاں خیر القرون کا ارسال وانقطاع مضر صحت نہیں ۔(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص138وغیرہ) پس اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر3:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وقال الشافعي: يُقْبَلُ إن اعْتَضَد بمجيئه مِن وجهٍ آخرَ يُبايِنُ الطريقَ الأُولى، مسنَداً أو مرسَلاً.

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص101، فی نسخۃ: ص86 مکتبہ رحمانیہ)

اور یزید بن رومان کے اثر کو دیگر کئی مرسلوں سے تائید حاصل ہے (جن کا بیان آگے آرہا ہے) پس یہ اثر اب بالاتفاق مقبول ہے۔

5:حضرت یحیٰ بن سعید:

عن يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب امر رجلا يصلي بهم عشرين ركعة. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص223)

شبہ:

بعض آل حدیث نے لکھا: یحی بن سعید نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔(ملخصاً مقدار قیام رمضان ص76)

جواب:

امام یحی بن سعید م144ھ خیر القرون کے ثقہ ونیک محدث ہیں۔(تقریب التہذیب ص622)

اور پہلے وضاحت سے گزر چکا ہے کہ خیر القرون کا انقطاع وارسال عند الجمہور خصوصاً عند الاحناف صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس اثر صحیح ہے۔

6: حضرت عبد العزیز بن رفیع

آپ رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت انس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ کے شاگرد ہیں، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج4 ص189، 190)

آپ فرماتے ہیں:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

اسنادہ صحیح و رواتہ ثقات

فائدہ: مشہور قول کے مطابق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب: ج1 ص178) گویا عبد العزیز بن رفیع نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کو ذکر کیا ہے، اس لیے ہم ان کی روایت اس باب میں لائے ہیں۔

7: حضرت حسن بصری:

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس على ابي بن كعب في قيام رمضان فكان يصلي بهم عشرين ركعة.

(سنن ابی داؤد ج1 ص203 باب القنوت فی الوتر)

اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

شبہ:

بعض الناس نے لکھا: ”عشرین رکعۃ“ کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے۔ محمود الحسن دیوبندی (1268-1339) نے یہ تحریف کی ہے، ”عشرین لیلۃ“ بیس راتیں کی بجائے ”عشرین رکعۃ“ بیس رکعتیں کر دیا۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص9)

بعض نے یوں لکھا: یہ بات سفید جھوٹ ہے۔ (مقدار رکعات قیام رمضان ص30)

جواب:

اولاً:..... حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ایک غیر مقلد سلطان محمود جلالپوری کے جواب میں فرماتے ہیں:

” ابو داؤد کے دو نسخے ہیں، بعض نسخوں میں عشرین رکعۃ اور بعض میں عشرین لیلۃ ہے۔ جس طرح قرآن پاک کی دو قرأتیں ہوں تو دونوں کو ماننا چاہیے، ہم دونوں نسخوں کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن حیلہ بہانے سے انکار حدیث کے عادی سلطان محمود جلالپوری نے اس حدیث کا انکار کر دیا اور الٹا الزام علماء دیوبند پر لگا دیا۔“ (تجلیات صفدر ج3 ص316)

ثانیاً:..... جلیل القدر محدثین و محققین نے اس روایت کو ”عشرین رکعۃ“ کے الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے، مثلاً:

1: علامہ ذہبی نے ابو داؤد کے حوالے سے ”عشرین رکعۃ“ نقل کیا۔ (سیر اعلام النبلاء ج3 ص177، 176 تحت ترجمہ ابی بن کعب)

2: علامہ ابن کثیر۔ (جامع المسانید والسنن ج1 ص55)

3: الشیخ محمد علی الصابونی۔ (الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح ص56)

4: شیخ الہند مولانا محمود حسن۔ (سنن ابی داؤد بتحقیق شیخ الہند ج1 ص211)

5: نسخہ مطبوع عرب۔ (ص1429 بحوالہ تجلیات صفدر ج3 ص316)

یہ 5 حوالہ جات لاعلم لوگوں کو چپ کرانے کے لیے کافی ہیں۔

فائدہ: حضرت عمر کے زمانے میں پڑھی جانے والی تراویح کے چھ راوی گزر چکے ہیں جو ”عشرین رکعۃ“ نقل کرتے ہیں، یہ زبردست تائید ہے کہ ”عشرین رکعۃ“ والا نسخہ ابی داؤد بھی صحیح و ثابت ہے۔ والحمد للہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمِئِينِ ، وَكَانُوا يَتَوَكَّئُونَ عَلَى عُصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَارُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم.

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیس تراویح کو روایت کرنے والے تین حضرات ہیں۔ ان کی مرویات پیشِ خدمت ہیں:

1: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

حدثنی زید بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی انہ امر الذی یصلی بالناس صلاۃ القیام فی شہر رمضان ان یصلی بھم عشرین رکعۃ یسلم فی کل رکعتین ویراوح مابین کل اربع رکعات فیرجع ذوالحاجۃ ویتوضأ الرجل وان یوتر بھم من آخر اللیل حین الانصراف. (مسند الامام زید ص159، 158، فی نسخۃ: ص155)

2: حضرت ابو عبد الرحمن السلمی:

عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی قال دعا القراء فی رمضان فأمر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة وکان علی یوتر بهم. (السنن الکبری للبیہقی ج2ص496)

شبہ نمبر1:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس میں ایک راوی حماد بن شعیب ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:... اگرچہ حماد بن شعیب کی بعض ائمہ نے تضعیف کی ہے لیکن دیگر ائمہ نے اس کی توثیق بھی کی ہے مثلاً:

1: امام ابن عدی فرماتے ہیں: یکتب حدیثه مع ضعفه (لسان المیزان: ج2ص348)

یعنی اس کی حدیث اس کے ضعف کے باوجود لکھی جاسکتی ہے۔

ارشاد الحق اثری کے نزدیک "یکتب حدیث" کا جملہ الفاظ تعدیل میں شمار ہوتا ہے۔ (توضیح الکلام ج1ص547، فی نسخۃ: ص496)

2: امام ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔ (تہذیب الکمال: ج8ص378)

3: علامہ ابن تیمیہ نے اسی حماد بن شعیب والی روایت سے استدلال کیا ہے۔ (منہاج السنہ ج2ص224)

4: امام بیہقی نے اس اثر علی کو اثر شتیر بن شکل کی قوت کے لیے روایت کیا ہے جو دلیل ہے کہ یہ امام بیہقی کے نزدیک قوی ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496)

5: علامہ ذہبی جیسے ناقد فن نے اس پر المنتقیٰ ص542 پر سکوت فرمایاہے۔ (تجلیات صفدر ج3ص323)

6: امام ترمذی حضرت علی سے مروی اس بیس رکعت والی روایت کو صحیح مانتے ہیں جب ہی تو استدلال کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: واکثر اهل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرهما من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة۔ (سنن الترمذی ج1ص166)

لہذا اصولی طور پر حماد بن شعیب حسن الحدیث درجہ کا راوی ہے اور حدیث مقبول ہے۔

ثانیاً:.... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے راوی حضرت حسین اور ابو الحسناء بھی ہیں۔ لہذا اس سند میں اگر ضعف ہو (جبکہ یہ حسن درجہ کی روایت ہے) تو ان مویدات کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔

شبہ نمبر2:

عطاء بن السائب "مختلط راوی ہے، حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص13)

جواب:

اولاً:.... عطاء بن السائب اگر آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے لیکن اتنے بھی نہیں کہ ان کی احادیث ضعیف قرار دی جائیں بلکہ باجود اختلاط کے محدثین کے ہاں ان کی احادیث کم از کم "حسن" درجہ کی ضرور ہیں۔ مثلاً:

1: قال الہیثمی تحت حدیث: "وفیه عطاء بن السائب وفیه کلام وهو حسن الحدیث" (مجمع الزوائد ج3ص142، باب التکبیر علی الجنازۃ)

2: علامہ ذہبی: تابعی مشهور حسن الحدیث (المغنی فی الضعفاء ج2ص59، رقم الترجمۃ4121)

3: امام حاکم عطاء بن السائب کی ایک روایت جسے جریر بن عبد الحمید نے روایت کیا ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: صحیح الاسناد. (المستدرک للحاکم ج5ص350، 351 کتاب التوبۃ والانابۃ)

حالانکہ جریر کا سماع بعد الاختلاط کا ہے۔(الشذا الفیاح من علوم ابن الصلاح: ج1ص453. طبع دار ابن حزم)

معلوم ہوا آپ اختلاط کے باوجود "حسن الحدیث" ہیں۔

4: حافظ ابن حجر: وکان اختلط بآخرہ ولم یفحش حتی یستحق ان یعدل بہ عن مسلك العدول۔(تہذیب التہذیب ج4ص493) کہ عطاء بن السائب آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے لیکن اتنے فاحش اور زیادہ مختلط بھی نہیں ہوئے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے عادل (وثقہ) ہیں راویوں کی راہ سے تجاوز کر جائیں۔

5: امام مسلم: انہوں نے عطاء بن السائب کو مقدمہ مسلم میں قابل اعتماد اور طبقہ ثانیہ کا راوی شمار کیا ہے جن سے صحیح مسلم میں روایت لی ہے۔(مقدمہ مسلم: ص3)

لہذا یہ حسن الحدیث راوی ہے اور روایت حسن درجہ کی ہے۔

ثانیاً:.... اس روایت کی مؤید دیگر روایات بھی ہیں جن میں حضرت حسین اور حضرت ابو الحسناء کے طریق ہیں۔ پس یہ روایت مؤیدات کی وجہ سے حجت و قابل اعتماد ہے۔

3: حضرت ابو الحسناء:

عَنِ أَبِي الْحَسْنَاءِ: أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5ص223، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص497)

اسنادہ حسن

فائدہ: اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے "حکم" دینے کا ذکر ہے۔

شبہ: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابو الحسناء مجہول ہے، لہذا روایت ضعیف ہے۔

جواب: اولاً:۔۔۔ عند الاحناف خیر القرون کی جہالت، تدلیس اور ارسال جرح ہی نہیں اور شوافع کے ہاں متابعت سے یہ جرح ختم ہو جاتی ہے۔ اس روایت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح روایت کرنے میں ابو الحسناء اکیلے نہیں بلکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام ابو عبد الرحمن سلمی بھی یہی روایت کرتے ہیں۔(تجلیات صفدر ج3ص324)

ثانیاً:۔۔۔ ابو الحسناء سے دو راوی یہ روایت نقل کر رہے ہیں:

1: عمرو بن قیس۔(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5ص223)

2: ابو سعید البقال۔(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص497)

اور یہ دونوں بالترتیب ثقہ اور صدوق ہیں۔(تقریب التہذیب ص456وص299)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: من روی عنہ اکثر من واحد ولم یوثق الیہ الاشارۃ بلفظ مستور او مجھول الحال.(تقریب التہذیب ص111)

یہاں ابو الحسناء سے بھی دو راوی یہ روایت کر رہے ہیں۔ لہذا اصولی طور پر یہ مجہول نہیں بلکہ مستور راوی بنتا ہے۔ غیر مقلدین کا اسے مجہول العین کہہ کر روایت کو رد کرنا شرمناک ہے۔

الحاصل ابو الحسناء مستور راوی ٹھہرتا ہے اور محدثین کے ہاں قاعدہ ہے کہ مستور کی متابعت کوئی دوسرا راوی کرے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو تو اس کی روایت حسن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"ومتی توبع السیئ الحفظ بمعتبر کان یکون فوقہ او مثلہ لا دونہ وکذا المختلط الذی لا یتمیزوا المستور والاسناد المرسل وکذا المدلس صار حدیثھم حسنا لا لذاتہ بل وصفہ باعتبار المجموع" (نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص120)

ترجمہ: جب سئی الحفظ راوی کی متابعت کسی معتبر راوی سے ہو جائے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو کم نہ ہو۔ اسی طرح مختلط راوی جس کی روایت میں تمیز نہ ہو سکے اور اسی طرح مستور، مرسل اور مدلس کوئی تائید کر دے تو ان سب کی روایات حسن ہو جائیں گی اپنی ذات کی وجہ سے بلکہ مجموعی حیثیت کے اعتبار سے۔

ابو الحسناء کی متابعت ابو عبد الرحمن نے کی ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496)

اور یہ ابو الحسناء سے بڑھ کر ثقہ راوی ہے۔ اس لئے ابو الحسناء کی یہ روایت جمہور کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

دیگر صحابہ کرام و تابعین عظام

1: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

کان ابن مسعود رضی الله عنه یصلی بنا فی شهر رمضان فینصرف وعلیه لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعة ویوتر بثلاث. (قیام اللیل للمروزی ص157)

فائدہ: اس روایت کی مکمل سند عمدۃ القاری شرح البخاری للعلامۃ العینی میں ہے جو کہ یہ ہے:

رواه محمد بن نصر المروزی قال أخبرنا یحیی بن یحیی أخبرنا حفص بن غیاث عن الأعمش عن زید بن وهب قال کان عبد الله بن مسعود. (عمدۃ القاری ج8ص246 باب فضل من قام رمضان)

اسناده صحیح علی شرط البخاری و مسلم.

2: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبد العزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج2ص224 کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

اسناده صحیح و رواته ثقات.

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

آپ فرماتے ہیں:

ادرکت الناس وهم یصلون ثلاثا وعشرین رکعة بالوتر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج5ص224)

اسناده صحیح علی شرط البخاری و مسلم.

امام ابراہیم النخعی:

آپ فرماتے ہیں:

ان الناس کانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان. (کتاب الآثار بروایہ ابی یوسف ص41 باب السہو)

اسناده صحیح علی شرط الشیخین

سیدنا شتیر بن شکل:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5ص222)

اسناده حسن و رواته ثقات

سیدنا ابو البختری :

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ : أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 باب کم یصلی فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

اسنادہ حسن و رواتہ ثقات

سیدنا سوید بن غفلہ:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْخَصِيبِ قَالَ : كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

سیدنا ابن ابی ملیکہ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ : كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص223، 224. باب کم یصلی فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم.

سیدنا سعید بن جبیر:

عن إسماعيل بن عبد الملك قال كان سعيد بن جبير يؤمنا فى شهر رمضان فكان يقرأ بالقراءتين جميعا يقرأ ليلة بقراءة بن مسعود فكان يصلي خمس ترويحات. (مصنف عبد الرزاق ج4 ص204 باب قیام رمضان)

سیدنا علی بن ربیعہ :

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ : أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

اسنادہ حسن و رواتہ ثقات.

سیدنا حارث:

عَنِ الْحَارِثِ : أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلاَثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

جمہور علماء کا موقف اور اجماع امت

(1)۔۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں: اجمع الصحابه على ان التراويح عشرون ركعة. (المرقات ج3 ص346)

وقال ایضاً: فصار اجماعا لما روى البيهقي باسناد صحيح انهم كانو يقيمون على عهد عشرين ركعة وعلى عهد عثمان وعلى رضى الله عنه. (شرح نقایہ: ج1 ص342)

(2)۔۔ علامہ سید محمد بن محمد الزبیدی المعروف مرتضیٰ بلگرامی فرماتے ہیں:

وبالاجماع الذى وقع فى زمن عمر اخذ ابو حنيفة والنووى والشافعى واحمد والجمهور واختاره ابن عبد البر.

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین للبلگرامی: ج3 ص422)

(3)۔۔امام ترمذی فرماتے ہیں:

واکثر اهل العلم علی ماروی عن علی وعمر وغیرهما من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة.

(سنن الترمذی ج1 ص166)

(4)۔۔مشہور فقیہ، ملک العلماء علامہ ابو بکر الکاسانی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں اس اجماع کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

والصحیح قول العامة لماروی ان عمر رضی الله عنه جمع ابی بن کعب فصیلی بهم فی کل لیلة عشرین رکعة ولمینکر علیه احدفیکون اجماعامنهم علی ذلك.

(بدائع الصنائع ج1 ص644)

(5)۔۔مشہور محدث علامہ ابوزکریا یحیی بن شرف نووی مشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اعلم ان صلاة التراویح سنة باتفاق العلماء وهی عشرون رکعة. (کتاب الاذکار ص226)

(6)۔۔علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهوقول جمهور العلماء وبه قال الکوفیون والشافعی واکثر الفقهاء وهوالصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابة.

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج8 ص246)

(7)۔۔خاتمہ المحققین وسیع النظر عالم علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وهی عشرون رکعته)هوقول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقا وغربا. (رد المحتار لابن عابدین الشامی: ج2 ص599)

(8)۔۔استاذ المحدثین فقیہ النفس، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ اپنے رسالہ الحق الصریح میں فرماتے ہیں:

الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابه رضی الله عنه درآخر زمان عمر رضی الله عنه ثابت شد پس سنت باشد وکسیکه از سنت آه انکار دار وخطاست۔ (الحق الصریح ص14)

خلاصہ یہ کہ بیس رکعات کا ثبوت اجماع صحابہ سے آخر عہد فاروقی میں ثابت شدہ ہے لہذا یہی سنت ہے اور جو شخص اس کے سنت ہونے کا انکار کرے وہ غلطی پر ہے۔

بلاد اسلامیہ میں تعداد تراویح

اہل مکہ:

1: قال الامام مالک بن انس: وبمکة بثلاث وعشرین (نیل الاوطار ج3 ص57)

2: قال الامام عطاء بن ابی رباح المکی التابعی: ادرکت الناس وهم یصلون ثلاث وعشرین رکعة بالوتر. (مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص224)

3: قال الامام محمد بن ادریس الشافعی: هکذا ادرکت ببلدنا بمکة یصلون عشرین رکعة (جامع ترمذی ج1 ص166)

اہل مدینہ:

1: حضرت ابن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں تیس صحابہ کرام کی زیارت کی ہے آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں (تہذیب ج3 ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر فرماتے ہیں:

کان ابن ابی ملیکه یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعة.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص223، 224 باب کم یصلی فِی رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَةٍ)

2: حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ جو مدینہ کے رہنے والے تھے مشہور محدث وحافظ تھے، فرماتے ہیں:

ادرکت الناس بالمدینة فی زمن عمر بن عبدالعزیز و ابان بن عثمان یصلون ستا وثلاثین رکعة ویوترون بثلاث.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص224 باب کم یصلی فِی رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَةٍ)

فائدہ: 36 رکعات تراویح کیسے بنی؟ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

تشبیها باهل مكة حیث كانوا یطوفون بین كل ترویحتین طوافا ویصلون ركعتیه ولا یطوفون بعد الخامسة فاراد اهل المدینة مساواتهم فجعلوا مكان كل طواف اربع ركعات. (الحاوی للفتاوی ج1 ص336)

گویا ان کی اضافی رکعات تراویح کا حصہ نہ تھیں بلکہ درمیان کی نفلی عبادت میں شامل تھیں۔ تراویح فقط بیس رکعات تھیں۔

اہل کوفہ:

کوفہ ایک اسلامی شہر ہے جو عہد فاروقی میں 17ھ میں بحکم امیر المومنین تعمیر کیا گیا حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے عظیم المرتبت صحابی کو تعلیم وتدریس کے لیے کوفہ شہر بھیجا گیا۔ حضرت علی نے اسے دارالخلافہ بنایا ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس شہر میں چار ہزار حدیث کے طلبہ اور چار سو فقہاء موجود تھے امام بخاری فرماتے کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ کوفہ طلب حدیث کے لیے کتنی مرتبہ گیا ہوں (مقدمہ نصب الرایۃ للکوثری ملخصًا)

1: کوفہ کے مشہور فقیہ ومفتی حضرت ابراہیم بن یزید نخعی فرماتے ہیں:

الناس كانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان. (کتاب الاثار براویۃ ابی یوسف القاضی: ص41)

2: مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر جنہوں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ جیسے القدر صحابہ سے علم حاصل کیا، کوفہ ہی میں شہید کیے گئے، آپ کے بارے میں منقول ہے: عن إسماعیل بن عبد الملك قال كان سعید بن جبیر یؤمنا فی شهر رمضان فكان یقرأ بالقراءتین جمیعا یقرأ لیلة بقراءة بن مسعود فكان یصلی خمس ترویحات. (مصنف عبد الرزاق ج4 ص204 باب قیام رمضان)

3: حضرت شتیر بن شکل، حضرت علی کے شاگرد تھے کوفہ میں رہائش پذیر تھے آپ کے بارے میں روایت ہے کہ:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص222 باب کم یصلی فِی رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَةٍ. اسنادہ حسن ورواتہ ثقات)

4: حارث ہمدانی (م65ھ): حضرت علی اور حضرت ابن مسعود کے شاگرد تھے، کوفہ میں وفات پائی۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ. (مصنف ابن ابی شیبۃ ج5 ص224)

5: مشہور تابعی امام سفیان ثوری کوفہ کے رہنے والے تھے 161ھ میں وفات پائی آپ بھی بیس رکعات تراویح کے قائل تھے،

قال الترمذی رحمه الله: روی عن عمر و علی وغیرهما من أصحاب النبی صلی الله علیه و سلم عشرین ركعة وهو قول الثوری. (سنن الترمذی ج1 ص166 باب ماجاء فی قیام شھر رمضان)

اہل بصرہ:

حضرت یونس بن عبید جو حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین کے شاگرد اور سفیان ثوری وشعبہ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں:

ادركت مسجد الجامع قبل فتنة ابن الاشعث یصلی بهم عبدالرحمن بن ابی بكر وسعید بن ابی الحسن وعمران العبدی كانوا یصلون خمس تراویح. (قیام اللیل للمروزی ص158)

ابن الاشعث کا فتنہ 83ھ میں پید البصرہ میں برپا ہوا تھا گویا کہ 83ھ تک بصرہ میں بھی 20 رکعات تراویح کا ہی رواج تھا۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور بیس رکعات تراویح

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

امام اعظم فی الفقہاء امام ابو حنیفہ اور آپ کے تمام مقلدین بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

1: علامہ ابن رشد اپنی مشہور کتاب بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

فاختار ...ابو حنيفة... القيام بعشرين ركعة سوى الوتر ۔(ج1ص214)

2: امام فخر الدین قاضی خان حنفی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں:

عن ابی حنیفۃ: قال القيام في شهر رمضان سنة... كل ليلة سوى الوتر عشرين ركعة خمس ترويحات. (ج1ص112)

3: علامہ ابن عابدین شامی جو فقہ حنفی کے عظیم محقق ہیں، فرماتے ہیں:

(قوله وعشرون ركعة) وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا. (رد المحتار: ج2ص599)

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

امام مالک نے ایک قول کے مطابق بیس رکعت تراوین کو مستحسن کہاہے چنانچہ علامہ ابن رشد فرماتے ہیں:

واختار مالك في احد قوليه... القيام بعشرين ركعة. (بدایۃ المجتہد: ج1ص214)

دوسرا قول چھتیس رکعت کا ہے جن میں بیس رکعت تراویح اور سولہ نفل تھیں۔ (تفصیل گزر چکی ہے)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں، آپ فرماتے ہیں:

احب الی عشرون... وكذالك يقومون بمكة (قیام اللیل ص159)

وقال ایضاً: وهكذا ادركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة. (الترمذی ج1ص166 باب ماجاء في قیام شھر رمضان)

مشہور شافعی عالم محقق العصر امام نووی دمشقی فرماتے ہیں:

اعلم ان صلوة التراويح سنة باتفاق العلماء وهى عشرون ركعة۔ (کتاب الاذکار ص226)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ مجتہد اور بہت بڑے محدث تھے۔ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے۔ چنانچہ فقہ حنبلی کے ممتاز ترجمان امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:

والمختار عند ابی عبدالله (احمد بن حنبل) فيها عشرون ركعة وبهذا قال الثوری وابوحنيفه والشافعی (المغنی: ج2ص366)

مشائخ کرام اور بیس رکعت تراویح

امت مسلمہ میں جو مشائخ کرام گزرے ہیں ان کا عمل واخلاق حسن کردار اس امت کے لیے قابل اتباع ہے ان کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی بیس رکعت پر عمل پیرا نظر آتے ہیں جو یقیناً رشد وہدایت کی دلیل ہے چند مشہور مشائخ کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

1: شیخ ابو حامد محمد غزالی م505ھ: التراويح وهى عشرون ركعة وكيفيتها مشهورة وهى سنة موكدة. (احیاء العلوم ج1ص242،243)

2: شیخ عبد القادر جیلانی م561ھ: صلوة التراويح سنة النبى وهى عشرون ركعة. (غنیۃ الطالبین ص268،267)

3: شیخ امام عبد الوہاب شعرانی م973ھ: التراويح فى شهر رمضان عشرون ركعة (المیزان الکبریٰ: ص217)

حرمین شریفین اور بیس رکعات تراویح

اسلام کے دو مقدس حرم، حرم مکہ و حرم مدینہ میں چودہ سو سال سے بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں بلکہ بیس رکعت ہی متوارث و متواتر عمل رہا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے سابق قاضی شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر "التراویح اکثر من الف عام" کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرما کر ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں بیس رکعت متواتر عمل ہے اس سے کم ثابت نہیں۔ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کی طرف سے کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ مکہ مکرمہ کے استاد شیخ محمد علی صابونی کا ایک رسالہ الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں شیخ صابونی نے عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ و مسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

غیر مقلدین کے دلائل اور ان کے جوابات

نمبر 1:

غیر مقلدین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں کہ اس سے آٹھ رکعت تراویح ثابت ہے۔

روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلمہ بن عبد الرحمن نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

"ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلاتسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعا فلاتسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثا"

(صحیح بخاری)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھے، پس کچھ نہ پوچھو کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں، اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت سے آٹھ رکعت تراویح پر استدلال باطل ہے، اس لیے کہ:

1: اس میں "رمضان و غیر رمضان" میں ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، غیر رمضان میں نہیں۔ حدیث کے جملہ "ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ" سے یہی بات سمجھ میں آرہی ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے اور وہ نمازِ تہجد ہے نہ کہ نمازِ تراویح [وضاحت آگے آرہی ہے]

2: اس حدیث میں گیارہ رکعت تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ اور تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔

3: اس میں ایک سلام سے چار رکعت کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

جواب نمبر 2:

محدثین کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح کے متعلق نہیں۔ کیونکہ عام طور پر حضرات محدثین کا طرز یہ ہے کہ تہجد کے لیے "باب قیام اللیل" اور تراویح کے لیے "باب قیام رمضان" قائم کرتے ہیں۔ مثلاً...

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح البخاری	باب فضل قیام اللیل	باب فضل من قام رمضان
صحیح مسلم	باب صلوۃ اللیل	باب الترغیب فی قیام رمضان وھوالتراویح
سنن ابی داوٗد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
سنن ترمذی	باب فی فضل صلوۃ اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
سنن نسائی	کتاب قیام اللیل	ثواب من قام وصام
سنن ابن ماجہ	باب ماجاء فی قیام اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
موطاامام مالک	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام رمضان
موطاامام محمد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
مشکوۃ شریف	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شہر رمضان
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل	باب استحباب قیام رمضان وھوالتراویح
صحیح ابن حبان	فصل قیام اللیل	فصل فی التراویح
مجمع الزوائد	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
سنن کبری للبیہقی	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام شہر رمضان
جمع الفوائد	صلوۃ اللیل	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک
قیام اللیل للمروزی	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
بلوغ المرام	صلوۃ التطوع	قیام رمضان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کو محدثین نے باب صلوۃ اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً

صحیح البخاری ج1ص 154 کتاب التہجد

صحیح مسلم ج1ص254باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل

سنن ابی داوٗد ج1ص198باب صلاۃ اللیل

سنن الترمذی ج1ص99باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل

موَطاامام مالک ص102،103باب ماجاء فی صلوٰۃ اللیل

سنن النسائی ج1ص237کتاب قیام اللیل

زادالمعادلابن القیم ص 127 قیام اللیل

حضرات محدثین کا اس حدیث کو قیام اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر کرنا دلیل ہے کہ یہ تہجد سے متعلق ہے نہ کہ تراویح سے متعلق۔

جواب نمبر2پر اعتراض:

اس روایت کو امام بخاری "باب فضل من قام رمضان" اور امام محمد "باب قیام شہر رمضان" میں بھی لائے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تراویح کے متعلق ہے۔

جواب:

امام بخاری اور امام محمد اس روایت کو تہجد اور قیام رمضان وغیرہ میں لائے تاکہ ثابت کریں کہ تہجد جس طرح غیر رمضان میں پڑھی جاتی ہے اسی طرح رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: غیر مقلدین کا خود بھی اس روایت پر عمل نہیں، اس لیے کہ اس روایت میں رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعات وتر کا ذکر ہے لیکن غیر مقلدین ایک وتر پڑھ کر گھر کی راہ لیتے ہیں۔ ع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نمبر2:

غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح پر یہ روایت بھی پیش کرتے ہیں:

عن جابر بن عبداللہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمان رکعات واوتر ،فلما کانت القابلۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج ،فلم نزل فیہ حتی اصبحنا ثم دخلنا،فقلنا یا رسول اللہ اجتمعنا البارحۃ فی المسجد ورجونا ان تصلی بنا فقال انی خشیت ان یکتب علیکم . (المعجم الصغیر للطبرانی:ج1ص190)

یہی روایت صحیح ابن خزیمہ (ج1ص531)، صحیح ابن حبان (ص710 باب الوتر) اور قیام اللیل للمروزی (ص155) میں بھی موجود ہے۔

جواب:

مذکورہ کتب میں یہ روایت دو سندوں سے آتی ہے۔

1: اسحاق - ابو الربیع - یعقوب قمی - عیسی بن جاریۃ - جابر بن عبد اللہ

2: محمد بن حمید الرازی - یعقوب قمی - عیسی بن جاریۃ - جابر بن عبد اللہ

ان دونوں طریق میں درج ذیل رواۃ ضعیف و مجروح ہیں۔

عیسی بن جاریہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کرنے والے صرف ایک راوی ہیں عیسی بن جاریہ، انہی پر اس روایت کا مدار ہے، ابن خزیمہ کے حاشیہ پر اس کے بارے میں لکھا ہے: عیسی بن جاریہ فیہ لین (صحیح ابن خزیمۃ ج1ص531)

دیگر محدثین نے بھی اس پر جروح کی ہیں:

1: امام یحیٰ بن معین: لیس بذاك عندہ مناکیر

2: امام نسائی: منکر الحدیث

3: امام ابو داؤد: منکر الحدیث

4: امام نسائی: متروك الحدیث

5: امام ابن عدی: احادیثہ غیر محفوظۃ

6: امام ساجی: ذکرہ فی الضعفاء

7: امام عقیلی: ذکرہ فی الضعفاء

(میزان الاعتدال ج3ص312، تہذیب التہذیب ج5ص193،192)

یعقوب قمی:

یہ راوی دونوں سندوں میں موجود ہے۔ اس کا نام یعقوب بن عبد اللہ القمی ہے۔ یہ بھی مجروح راوی ہے۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں: لیس بالقوی. (میزان الاعتدال ج5 ص178)

پس یہ روایت ضعیف، متروک اور صحیح روایات کے مقابلے میں ناقابل حجت ہے۔

نمبر3:

حدثنا عبد الاعلی حدثنا یعقوب عن عیسی بن جاریۃ حدثنا جابر بن عبد اللہ قال جاء ابی ابن کعب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان کان منی اللیلۃ شئی یعنی فی رمضان قال وما ذاك یا ابی قال: نسوۃ فی داری قلن انا لا نقرأ القرآن فنصلی بصلاتك قال فصلیت بھن ثمان رکعات ثم اوترت قال فکان شبہ الرضاء ولم یقل شیئاً. (مسند ابی یعلیٰ: ج3 ص336)

جواب نمبر1:

اس سند میں وہی عیسی بن جاریہ اور یعقوب القمی موجود ہیں، جو سخت مجروح اور ضعیف ہیں۔ ان پر جرح ہم ما قبل میں ذکر کر آئے ہیں۔ لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

جواب نمبر2:

اس روایت کے تمام طرق جمع کریں تو کئی قرائن ملتے ہیں کہ اس روایت میں اضطراب ہے۔

1: یہ روایت تین کتابوں میں ہے۔ مسند احمد میں سرے سے "رمضان" کا لفظ ہی نہیں، مسند ابی یعلی میں "یعنی رمضان" کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہم راوی ہے نہ کہ روایت، قیام اللیل مروزی میں "فی رمضان" کا لفظ ہے جو یقیناً کسی تحتانی راوی کا ادراج ہے۔ جب اس روایت میں "فی رمضان" کا لفظ ہی مدرج ہے تو اسے تراویح سے کیا تعلق رہا؟

2: مسند ابی یعلی اور قیام اللیل للمروزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت ابی بن کعب کا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں الفاظ ہیں: عن جابر عن ابی بن کعب قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم الخ۔ [حضرت جابر حضرت ابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کسی اور کا ہے، حضرت ابی بن کعب کا نہیں۔

3:۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آٹھ رکعت پڑھنے والا یہ کہتا ہے: "انہ کان منی اللیلۃ شئی" [رات مجھ سے یہ کام سرزد ہو گیا] اور "عملت اللیلۃ عملاً" [میں نے آج رات ایسا عمل کیا]۔ معلوم ہوا کہ اس نے اسی رات آٹھ پڑھیں تھیں اس سے پہلے معمول آٹھ کا نہیں تھا، اس لئے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ انوکھا کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے کہ جب یہ خود اس کام کو انوکھا سمجھ رہا ہے تو خواہ مخواہ اس کی تردید کیوں کی جائے۔

نمبر4:

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔ (موطا امام مالک: ص98)

جواب1:

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔

امر اول: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی تراویح کے ناقل یہ راوی ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	السائب بن یزید	تفصیل آگے	----
2	یزید بن رومان	23[مع الوتر]	موطاامام مالک
3	عبدالعزیز بن رفیع	20	مصنف ابن ابی شیبہ
4	ابی بن کعب	20	مسند احمد بن منیع
5	یحیی بن سعید	20	مصنف ابن ابی شیبہ
6	محمد بن کعب القرظی	20	قیام اللیل للمروزی
7	حسن بصری	20	سنن ابی داؤد

ان میں سے چھ رواۃ تو بیس رکعت تراویح ہی روایت کرتے ہیں، رہے سائب بن یزید تو ان کی روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

سائب بن یزید کے تین شاگرد ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	یزید بن خصیفہ	20	السنن الکبریٰ
2	حارث بن عبدالرحمن ابی ذباب	23[مع الوتر]	مصنف عبدالرزاق
3	محمد بن یوسف	تفصیل آگے	---

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سائب بن یزید کے تین شاگردوں میں سے یزید بن خصیفہ بیس اور حارث بن عبدالرحمن ابی ذباب تیئس [مع الوتر] نقل کرتے ہیں، البتہ محمد بن یوسف نے دو باتوں میں اختلاف کیا ہے۔

1: یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبدالرحمن ابی ذباب قاریوں کی تعداد نہیں بتاتے لیکن محمد بن یوسف نے بتائی ہے کہ دو تھے؛ ابی بن کعب اور تمیم داری۔

2: اول الذکر دو راوی تراویح بیس ہی نقل کرتے ہیں لیکن اس نے تراویح کی تعداد گیارہ، تیرہ اور اکیس نقل کی۔

محمد بن یوسف کے شاگردوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	امام مالک	11	موطاامام مالک
2	یحیی بن سعید القطان	11	مصنف ابن ابی شیبہ
3	عبدالعزیز بن محمد الدَّرَاوَرْدِی	11	سعید بن ابی منصور
4	محمد بن اسحاق	13	قیام اللیل للمروزی
5	داؤد بن قیس وغیرہ	21	مصنف عبدالرزاق

اس سے واضح ہوتا ہے کہ محمد بن یوسف کے پانچوں شاگردوں کے بیانات عدد و کیفیت کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں کہ:

1: پہلے تین شاگرد گیارہ نقل کرتے ہیں اور محمد بن اسحاق تیرہ، جبکہ پانچواں شاگرد داؤد بن قیس اکیس رکعات نقل کرتا ہے۔
2: امام مالک کی روایت میں گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم ہے عمل کا ذکر نہیں، یحیی القطان کی روایت میں حکم کا ذکر نہیں، عبد العزیز بن محمد کی روایت میں گیارہ رکعت تو ہیں لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی بن کعب اور تمیم داری کا ذکر۔ محمد بن اسحاق کی روایت میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی و تمیم کا ذکر، اور داؤد بن قیس کی روایت میں حکم تو ہے لیکن گیارہ کی بجائے اکیس کا ذکر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف کی یہ روایت شدید مضطرب ہے اور اضطراب فی المتن وجہ ضعف ہوتا ہے:
والاضطراب یوجب ضعف الحدیث. (تقریب النووی مع شرحہ التدریب: ص133 النوع التاسع عشر: المضطرب)
لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

امام مالک کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ بیس کے قائل ہیں۔ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں:
واختار مالك فی احد قولیه ..... القیام بعشرین رکعة. (بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)
اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر اپنی روایت کے خلاف ہو تو اس بات کی دلیل ہے کہ روایت ساقط ہے۔
(المنار مع شرحہ نور الانوار: ص190)

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

جواب 3:

اس روایت کے مرکزی راوی سائب بن یزید کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ ان سے بسند صحیح مروی ہے:
عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر.
(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: ج2 ص305 کتاب الصلوۃ)

فائدہ: چونکہ یہ روایت تمام رواۃ کی مرویات کے خلاف تھی اس لیے علماء نے اس کے بارے میں دو موقف اختیار کیے ہیں۔
(۱) ترجیح (۲) تطبیق
ہر ایک کے متعلق محققین کی آراء پیش کی جاتی ہیں:

ترجیح:

اس روایت (گیارہ رکعت) کو راوی کا وہم قرار دے کر مرجوح قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن عبد البر لکھتے ہیں:
ان الاغلب عندی ان قوله احدی عشرة وهم (الزرقانی شرح موطا: ج1 ص215)
کہ میرے نزدیک غالب (راجح) یہی ہے کہ راوی کا قول "احدی عشرۃ" [گیارہ رکعت] وہم ہے۔

تطبیق: بعض حضرات نے یوں تطبیق دی ہے۔ مثلاً:
1: قال العینی: لعل هذا کان من فعل عمر اولا ثم نقلهم الی ثلاث وعشرین. (عمدۃ القاری: ج8 ص246)

2: قال علی القاری: وجمع بینهما بانه وقع اولا (ای احدی عشرة رکعة فی زمان عمر) ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث
(مرقاۃ المفاتیح: ج3 ص345)

3: قال العلامة محمد بن علی النیموی: وجمع البیهقی بینهما کانوا یقومون باحدی عشرة ثم قاموا بعشرین واوتروا بثلاث وقد عد واما وقع فی زمن عمر کالاجماع. (حاشیۃ آثار السنن ص221)